ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۴ر دسمبر ۱۹۵۹ء

ہدیہ چار آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِی الدِّمَآءِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن مسعود سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلے خونوں کے متعلق ہوں گے۔

تشریح۔ یعنی حقوق العباد میں سب سے پہلے فیصلہ خون کا ہوگا۔ یہ اس حدیث شریف کے مخالف نہیں ہے۔ جس میں آیا ہے کہ سب سے پہلے نماز کے متعلق حساب و کتاب ہوگا۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَۃَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ اِنَّمَا الطَّاعَۃُ فِی الْمَعْرُوْفِ

ترجمہ۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ میں کسی کا کہا نہ مانا جائے۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ فرمانبرداری نیکی میں ہوتی ہے۔ (متفق علیہ)

تشریح۔ یعنی بادشاہ یا ماں باپ یا اُستاد اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرانا چاہیں تو فرمانبرداری نہیں کی جائے گی۔ ہاں جس چیز سے شریعت نہیں روکتی۔ اس میں فرمانبرداری کا حق ادا کیا جائے۔ (مرقاۃ)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَکِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آسانی کرو اور تنگی نہ کرو۔ اطمینان دلاؤ اور نفرت نہ پیدا کرو۔

تشریح۔ یعنی دین کے پھیلانے میں آسانی کرو اور تنگی نہ کرو۔ اور لوگوں کو اطمینان دلاؤ۔ ان کی طبیعتوں میں نفرت نہ پیدا کرو۔

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مردوں میں سب سے زیادہ بُرا اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت جھگڑالو ہے۔

تشریح۔ یہ شخص اس لئے مبغوض ہے کہ اس کے حق میں ہر شخص کے دل سے بد دعا نکلے گی۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں ایک دن کی صبح کو جانا یا ایک دن کی شام کو جانا۔ ساری دنیا سے زیادہ بہتر ہے۔

تشریح۔ یعنی ساری دنیا کی نعمتوں کو ایک طرف رکھا جائے اور اس آدھے دن کا اجر جو ملنے والا ہے۔ دوسری طرف رکھا جائے تو یہ اجر ان سے بہتر ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ عَبْسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابو عبسؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انسان کے دو قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔ پھر دوزخ میں جائیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔

تشریح۔ غازی کے لئے یہی اجر ہے۔ بشرطیکہ بعد میں اس سے دوسرے فرائض کا ترک نہ ہو۔ مثلاً نماز کا ترک کرنا روزے کا چھوڑنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ یا قطع رحم کرنا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِؓ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جانے سے سوائے قرض باقی سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

تشریح۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں شہید ہونے سے پہلے جو حقوق اللہ ترک کئے تھے وہ تو معاف ہو جائیں گے۔ مگر حقوق العباد نہیں معاف ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ الرَّجُلُ عَیْنَیْہِ مَا لَمْ تَرَیَا (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے۔ کہ دکھائے آدمی اپنی دونوں آنکھوں کو جو انہوں نے نہیں دیکھا۔

تشریح۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ یہ کہے میں نے فلاں چیز خواب میں دیکھی ہے۔ حالانکہ کبھی بھی نہ دیکھا ہو۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے۔ (مرقاۃ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چھوٹا بڑے پر اور گزرنے والا بیٹھنے والے پر اور تھوڑے آدمی زیادہ پر سلام کہیں۔

تشریح:۔ دوسری حدیث شریف ہے۔ کہ سلام دینے سے آپس میں محبت پیدا ہوگی۔ واقعی جب ایک مسلمان دوسرے کو خندہ پیشانی سے سلام کرتا ہے۔ تو اس کے دل میں ایک طرح کی فرحت پیدا ہوتی ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی درستی شارع کا نصب العین ہے۔ اسی لئے شرعاً مسلمان کے ذمہ لازم کیا گیا ہے کہ جب دوسرے بھائی سے ملے تو اُسے سلام کہے ✦

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲ جمادی الاخری ۱۳۷۹ھ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۳

تعلیمی نظام کی اصلاح

مشرقی پاکستان کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں بالکل بجا کہا ہے۔ کہ ہمارے نظام تعلیم میں دو بڑے نقائص ہیں۔ اول یہ کہ اس میں اسلامی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں۔ دوم یہ کہ ہماری موجودہ تعلیم طلباء کے دل میں حب وطن کا جذبہ پیدا نہیں کرتی۔

پاکستان میں اس وقت جو نظام تعلیم رائج ہے۔ وہ انگریز کا بنایا ہوا ہے۔ جہاں ہمارے ملک میں دور غلامی کی اور بے شمار یادگاریں اب تک موجود ہیں۔ وہاں ہمارا موجودہ نظامِ تعلیم بھی اس دور کی ایک بہت بڑی یادگار ہے۔ انگریز کو نہ ہمیں مسلمان بنانے کی ضرورت تھی اور نہ وہ ہمیں محب وطن بنانے کا خواہشمند تھا۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس کی حکومت کی مشینری چلانے کے لئے جن کل پرزوں کی ضرورت تھی۔ وہ اس تعلیم کے ذریعے تیار کئے جائیں۔ ہمارے اسکولوں اور کالجوں میں اس وقت جو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ اس مقصد کو بخوبی پورا کر رہی ہے۔

ہمارے موجودہ نظام تعلیم میں جو دو بڑے نقائص ہیں۔ اس کے لئے ہم انگریز کو ذمہ دار نہیں ٹھہرا سکتے تقسیم ملک کے بعد جب بارہ سال تک ہمارے مسلم حکمرانوں نے ان نقائص کو دور کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی تو انگریز کو کیا ضرورت تھی کہ وہ ہمیں اسلامی تعلیم دیتا یا محب وطن بناتا۔ ہماری انقلابی حکومت نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی نظامِ تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت کو محسوس کرکے جلد ہی ماہرین تعلیم پر مشتمل ایک تعلیمی کمیشن قائم کر دیا۔ تاکہ وہ موجودہ نظام تعلیم کا جائزہ لے کر اس میں اہم تبدیلیاں کرنے کے لئے اپنی سفارشات حکومت کے سامنے پیش کرے۔

مدت ہوئی کہ تعلیمی کمیشن نے اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کر دی ہے۔ حکومت نے اس رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی کی تشکیل کر دی ہے۔ یہ رپورٹ اس سب کمیٹی کے زیر غور ہے۔ ابھی تک حکومت نے اس رپورٹ کو شائع نہیں کیا۔ اس لئے اس کے متعلق کسی قسم کی رائے کا اظہار کرنا مناسب نہیں البتہ مشرقی پاکستان کے مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ تعلیمی کمیشن کی رپورٹ میں ان نقائص کی اصلاح کے لئے سفارشات کی گئی ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ انکی یہ امید بر آئے۔

اس موقعہ پر حکومت سے یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ اگر مشرقی پاکستان کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کی یہ امید بر نہ آئے تو حکومت کا فرض ہے کہ جہاں تک ان نقائص کا تعلق ہے وہ تعلیمی کمیشن کی رپورٹ کو نظر انداز کرکے ان نقائص کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ آزادی کے بعد نظام تعلیم میں ان نقائص کا بارہ سال تک موجود رہنا ہماری قومی غیرت کے لئے کھلم کھلا چیلنج ہے۔ اس لئے ان کو جلد از جلد دور کرنا بے حد ضروری ہے۔

اسلام کا منبع قرآن مجید ہے۔ اور اسکی شرح احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اسلامی تعلیم میں ان دونوں کی تعلیم کو شامل کرنا اشد ضروری ہے۔ ان کے علاوہ ہمارے اسلاف کی تاریخ کا نصاب تعلیم میں شامل کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر ہمارے بچے اسلامی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو جائیں تو ہمیں یقین ہے کہ ان کے دل میں حب وطن کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جائے گا۔

ووٹروں سے

آپ کا ووٹ قوم کی امانت ہے۔
اس لئے اپنا ووٹ صرف اس امیدوار کو دیں
جس کے دل میں خوفِ خدا ہو اور آپ کو اس کی
دیانت اور امانت پر پورا اعتماد ہو۔ ملک و قوم
کے بدخواہ کو ووٹ دے کر اپنے پاؤں پر
آپ کلہاڑا نہ چلائیں ✤

اسلامی بلاک

گذشتہ شمارہ میں ہم نے اس موضوع پر ایک مختصر سا شذرہ سپرد قلم کیا تھا۔ اس میں ہم نے اپنی ایک دیرینہ آرزو کا اظہار کیا تھا۔ کہ اگر افغانستان۔ پاکستان۔ ترکیہ اور ایران کے ساتھ مل جائے تو انشاء اللہ عرب ممالک بھی جلد ہی اس میں شامل ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری اس آرزو کے پورا ہونے کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ پاکستان کے افسروں سے بات چیت کرنے کے لئے افغانستان کے وزیر خارجہ عنقریب پاکستان آ رہے ہیں۔ خدا کرے کہ وزیر خارجہ افغانستان کی تشریف آوری دونوں اسلامی ممالک میں جو غلط فہمیاں پیدا کر دی گئی ہیں ان کو دور کرکے ان دونوں میں دوستانہ تعلقات پیدا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو

مصر کے ساتھ ہمارے تعلقات میں بھی کچھ عرصہ سے کشیدگی پیدا ہو چکی تھی۔ الحمد للہ! اس اسلامی ملک سے بھی ہمارے تعلقات بہتر ہونے کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ مصر کے صدر بھی عنقریب پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔ مصر کو عرب ممالک میں جو اہمیت حاصل ہے۔ اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ صدر مصر کی پاکستان میں تشریف آوری سے ممکن ہے تمام عرب ممالک اسلامی بلاک کے لئے آمادہ ہو جائینگے

آخر میں ہم تمام اسلامی ممالک کے سربراہوں کی خدمت میں یہ عرض کرینگے

باقی برصفحہ ۱۸

بحضورِ سرورِ کائنات

از جناب تابش شجاع آبادی

سلام اے میرے ہادی میرے مرشد اور مولائی / مرے دل میں ہے تیرے در کا شوقِ ناصیہ سائی

میں رازِ عشق کر دوں آشکارا نا مناسب ہے / مگر مجبور کرتی ہے محبت کی جنوں زائی

حقیقت ہر دو عالم کی نہاں ہے تیری اُلفت میں / اسی سے بالیقیں سب نے خدا کی معرفت پائی

زسر تا پا مرا دل عشق میں آغشتۂ خوں ہے / شرفِ مقبولیت کا چاہتا ہے تیرا شیدائی

مرے دل کو عطا ہو سوز و سازِ عاشقی ایسا / نہ دیکھوں آنکھ اُٹھا کر میں کبھی دُنیا کی رعنائی

فروغِ حُسن سے تیرے ضیا ہے دونوں عالم میں / مرے پیشِ نظر ہر دم ہے تیری جلوہ فرمائی

وہ ہے مردود تیرے حکم سے کی جس نے سرتابی / تیرا ہر حکم ہے سب کے لئے وجہِ پذیرائی

تیرے جود و سخا کی شان بھی کیا تھی تعالیٰ اللہ / غلاموں کو عطا کی تو نے جمشیدی و دارائی

تیرے ابرِ کرم نے کر دیا سیراب دنیا کو
کبھی ہو اپنے تابش پر بھی مولیٰ لطف فرمائی

پیامِ بیداری

از جناب محمد ابراہیم ویرم گامی

اُٹھ مسلماں چل عبادت کو بلاتا ہے کوئی / اُٹھ خدا کے خوف سے آنسو بہاتا ہے کوئی

زندگی بخشی ہے تجھ کو سر جھکانے کے لئے / تو بھی جُھک مالک کے آگے سر جھکاتا ہے کوئی

زندگی کی قدر ہو گی تجھ کو غافل حشر میں / ساتھ کیا لے جائے گا اپنے یہاں سے قبر میں

آج سویا ہے یہاں کل قبر میں جا سوئے گا / مال جو کچھ بھی تیرا ہے سب پڑا رہ جائیگا

زندگی بخشی ہے جس نے کچھ تو اس کا شکر کر / رات بھر جس نے سلایا اُٹھ کر اس کا ذکر کر

حیف ہے یہ وقت نوری نیند میں کھوتا ہے کیوں / جانور یادِ خدا کرتے ہیں تو سوتا ہے کیوں

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۲۵ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۷ر نومبر ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۵ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ

آج کے خطبہ کے مندرجہ ذیل چھ عنوان ہیں :۔

(۱) دنیا میں انسان ایک امتحان دینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے
(۲) امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔
(۳) قرآن مجید کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے
(۴) اس امتحان میں دستور عام کی طرح کوئی پاس ہوگا اور کوئی فیل ہوگا
(۵) پاس ہونے والوں کے انعامات کی تفصیل،
(۶) اور فیل ہونے والوں کی سزا کا ذکر ۔۔۔ ۱

مذکورۃ الصدر چھ نمبروں کے متعلق قرآن مجید کی روشنی میں ثبوت پیش کیا جائے گا

پہلا نمبر
دنیا میں انسان ایک امتحان دینے کیلئے آیا ہے
اس کے متعدد شواہد
پہلا شاہد

(وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَّ کَانَ عَرۡشُہٗ عَلَی الۡمَآءِ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ) الایہ - سورۃ ھود ع ۱- پ ۱۲- ترجمہ اور وہی (اللہ) ہے۔ جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

نتیجہ صاف ہے

مذکورۃ الصدر آیت سے یہ نتیجہ صاف طور پر برآمد ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس جہان میں اس امتحان لینے کیلئے بھیجا ہے کہ انسانوں میں سے کون اچھے کام کرتا ہے

اچھے کام کا مطلب

برادران اسلام اچھے کام کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کئے جائیں۔ جن کے کرنے میں اللہ تعالیٰ راضی ہو۔ مثلاً زبان سے کلمہ طیبّہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ورد کیا جائے۔ پانچ وقت باقاعدہ نماز ادا کی جائے۔ رمضان مبارک کے روزے باقاعدہ رکھے جائیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حاجت سے زائد روپیہ دے اور ایک سال تک وہ روپیہ محفوظ رکھا جائے اور اسے صرف نہ کیا جائے تو اس میں زکوٰۃ سال کے بعد ادا کی جائے اور اگر حرمین شریفین جانے کی توفیق ہو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ ضرور حرمین الشریفین کی زیارت کے لئے جائے۔

دوسرا شاہد

وَهُوَ الَّذِیۡ جَعَلَکُمۡ خَلٰٓئِفَ الۡاَرۡضِ وَرَفَعَ بَعۡضَکُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبۡلُوَکُمۡ فِیۡ مَآ اٰتٰىکُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّکَ سَرِیۡعُ الۡعِقَابِ ۖ وَ اِنَّہٗ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۵) سورۃ الانعام ع ۲۰- پ ۸- ترجمہ- اور اس (اللہ) نے تمہیں زمین میں نائب بنایا ہے۔ اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے۔ بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل یہی نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دیئے ہوئے حکموں پر آزمانے کے لئے انسان کو اس جہان میں بھیجا ہے کہ کیا یہ احکام الٰہی کی تعمیل کرتا ہے۔ یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس کے احکام کی اس کے منشاء کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالمین۔

تیسرا شاہد

(کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ وَ نَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَیۡرِ فِتۡنَۃً ؕ وَ اِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ۵) سورۃ الانبیاء رکوع ۳- پ ۱۷ - ہر ایک جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کے لیے جانچتے ہیں۔ اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

یعنی دنیا میں سختی نرمی۔ تندرستی بیماری تنگی فراخی اور مصیبت و عیش وغیرہ مختلف احوال بھیج کر تم کو جانچا جاتا ہے تاکہ کھرا کھوٹا الگ ہو جائے اور علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون سختی پر صبر اور نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہے اور کتنے لوگ ہیں جو مایوسی یا شکوہ شکایت اور ناشکری کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں (و الینا ترجعون) اور ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جہاں تمہارے صبر و شکر اور نیک و بد عمل کا پھل دیا جائے گا۔

وہی ثابت ہوا

جو چیز پہلے دو شاہدوں سے ثابت ہوئی تھی۔ وہی اس تیسرے شاہد سے بھی ثابت ہوئی کہ انسان اس دنیا میں دراصل ایک امتحان دینے کے لئے آیا ہوا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چوتھا شاہد

(تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ۵ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۵) سورۃ الملک ع ۱- پ ۲۹- ترجمہ- وہ ذات با برکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

حاصل وہی نکلا جو پہلے تین شواہد

سے برآمد ہوا تھا کہ انسان اس جہان میں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ اسے اللہ تعالےٰ نے اس دنیا میں رہنے سہنے کے لئے ایک ضابطہ حیات (جو امت محمدیہؐ کے لئے) بصورت قرآن مجید نازل فرمایا ہے۔ اب انسان کا اس ضابطہ حیات میں امتحان ہوگا کہ کس انسان نے اسے بدل و جان تسلیم کیا اور اسی کے مطابق زندگی بسر کی اور کس نے اس دستور العمل کو نظر انداز کرکے اپنے نفس کی من مانی خواہشات کے ماتحت زندگی بسر کی۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

پانچواں شاہد

(وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ) سورۃ المائدہ رکوع ۷ پ ۶

ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر سچی کتاب اتاری جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان کے مضامین پر نگہبانی کرنے والی ہے۔ سو تو ان میں اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے اور جو حق تیرے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر انکی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک واضح راہ مقرر کر دی ہے اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت کر دیتا۔ لیکن وہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں سے آزمانا چاہتا ہے۔

پانچ سچے گواہ

مدعی کے جس دعوےٰ پر پانچ سچے گواہ مدعی کے دعوےٰ کی سچائی پر گواہی دیدیں۔ وہ دعوےٰ ہر صداقت پسند عدالت میں محقق اور ثابت سمجھا جاتا ہے۔ اسی قاعدے کے مطابق جب اس عاجز (احمد علی) نے پانچ شہادتیں قرآن مجید میں سے پیش کر دی ہیں۔ اب میری پیش کردہ شہادتوں کے معلوم ہونے کے بعد اس پرچہ (خدام الدین) کے پڑھنے والوں کے لئے قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں یہ عذر پیش کرنیکی مجال نہیں ہوگی کہ اے اللہ مجھے اس کا علم نہیں تھا کہ آپ نے مجھے دنیا میں ایک امتحان دینے کے لئے پیدا کیا تھا۔

ایک شیطانی وسوسہ

ممکن ہے کہ شیطان کسی کے دل میں یہ خیال ڈال دے کہ اس گرفت سے بچنے کے لئے پھر یہی بہتر تھا کہ ہم "خدام الدین" ہی کو نہ پڑھتے اور نہ مجرم بنتے۔

اس وسوسہ کا جواب

اے مسلمان اگر تو "خدام الدین" کو نہ پڑھتا تو بھی تم پر فرد جرم لگ ہی جاتا۔ مثلاً اللہ تعالےٰ تم سے یہ پوچھ لیتے۔ کہ قرآن مجید کے متعلق تیرا عقیدہ تھا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک ہے۔ تم کہتے کہ ہاں اس کو اللہ تعالےٰ کی کلام سمجھتا تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دنیا میں بسنے والوں کی ہدایت کے لئے آپ نے نازل فرمائی تھی پھر تم پر ممکن ہے کہ یہ جرح ہو کہ جب تمہارا عقیدہ تھا کہ قرآن مجید دنیا میں بسنے والوں کی ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے تو تم بتلاؤ کہ اس قرآن مجید کے احکام کے سمجھنے کے لئے کسی عالم قرآن کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا تھا۔ جب اے انسان تم اس بات کو مان لوگے کہ میں نے کسی عالم سے اس کتاب پاک کا مطلب سمجھنے کیلئے کوشش ہی نہیں کی تھی۔ اسی لئے میں اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے کہتا ہوں کہ شکر کرو کہ بفضلہ تعالیٰ "خدام الدین" کے ذریعہ سے آپ کو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے اللہ تعالےٰ کا پیغام اس زبان میں ترجمہ ہو کر پہنچ رہا ہے۔ جس کو آپ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔

خدام الدین کا مقصد

برادران اسلام "خدام الدین" کے جاری کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو قرآن مجید سے اخذ کرکے ان کے فرائض حیات جو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ وہ آسان اردو میں ترجمہ کرکے ان کے گھروں میں پہنچا دیئے جائیں۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ خدام الدین کی آواز خالی نہیں جا رہی۔ بلکہ اللہ جل شانہٗ کی عنایات سے مسلمانوں میں (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) قبولیت کا درجہ پا رہی ہے۔ اور الحمد للہ ثم الحمد للہ ہر طرف سے اس کی برکت سے مردوں اور عورتوں کی اصلاح ہو جانے کی اطلاعات آتی ہی رہتی ہیں۔

دوسرا نمبر

امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔

اس کے متعدد شواہد

پہلا

(قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ڏ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰي ؀ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ؀ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰي وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ؀ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ؀ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰي ؀) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶۔ ترجمہ۔

فرمایا تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت پہنچے۔ پھر جو میری ہدایت پر چلیگا تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے۔ کہے گا اے میرے رب تونے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تونے انہیں بھلایا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

گذشتہ آیات کے بعض مضامین کی تفصیل ملاحظہ ہو

عبارت

تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

اگر یہ خطاب صرف آدم و حوا کو ہے تو

یہ مراد ہوگی کہ ان کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی۔ جیسا رفاقت کرکے گناہ کیا تھا۔ اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔ اور اگر خطاب آدمؑ وابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہوسکتا کہ دونوں کی ذریۃ میں دشمنی برابر قائم رہیگی۔ شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ (عبارت)

تو گمراہ نہیں ہوگا اور نہ تکلیف اٹھائے گا۔ (یعنی)

نہ جنت کے راستہ سے بہکیگا۔ نہ اس سے محروم ہو کر تکلیف اٹھائے گا۔ (یعنی یقیناً جنت میں پہنچ جائے گا۔ اللھم اجعلنا منھم۔

جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔

اس کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی کو ہی قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اسکی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش وعشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہروقت دنیا کی مزید حرص ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعّمین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑپتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ"۔ لیکن ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی
بعض مفسرین نے معیشۃ ضنک کے معنی لئے ہیں۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہوسکے گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہوگئی ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخرکار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو۔ اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے معیشۃ ضنکاً سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ معیشۃ ضنکاً کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہؓ نے کی ہے۔ بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہر حال معیشۃ ضنکاً کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں واللہ اعلم۔ (عبارت)

اور اسے قیامت کے دن اندھا کرکے اٹھائیں گے۔

اس پر حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی آنکھوں سے اندھا کرکے محشر کی طرف لایا جائے گا۔ اور دل کا بھی اندھا ہوگا۔ کہ کسی حجت کی طرف راستہ نہیں پائے گا۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھول دی جائینگی تاکہ دوزخ وغیرہ احوال محشر کا معائنہ کرے۔

(عبارت) اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے

یعنی دنیا میں ہماری آیات سن کر یقین نہ لایا۔ نہ ان پر عمل کیا۔ ایسا بھولا رہا کہ سب شنی ان شنی کر دی۔ آج اسی طرح تجھ کو بھلایا جا رہا ہے۔ جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا۔ یہاں اسی کے مناسب سزا ملنے اور اندھا کرکے اٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا شاہد

(وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۘ)

سورۃ الانعام رکوع ۲۔ پ ۷۔ ترجمہ۔ اور مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا ہے کہ تمہیں اس کے ذریعے ڈراؤں۔ اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں۔ کہدو میں تو گواہی نہیں دیتا۔ کہدو وہی ایک معبود ہے اور میں تمہارا شرک سے بیزار ہوں۔

حاصل

وہی نکلا جس کے لئے یہ دوسری شہادت پیش کی گئی ہے کہ امتحان دینے والوں کا نصاب تعلیم قرآن ہے۔ اللہ جل شانہ نے یہ قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے نازل فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ آپ کے مبارک زمانہ میں موجود تھے۔ ان کو یہ خدائی پیغام پہنچاکر اللہ تعالےٰ کی مخالفت کرنے سے ڈرائیں بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے نسل کو اسی قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈرایا جائے تاکہ ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو جائے اور اس خوف کی برکت سے قرآن مجید کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنائیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے اور وہ آخرت کی زندگی کے عذاب سے بچ جائیں۔ اللھم اجعلنا منھم

تیسرا نمبر

قرآن مجید کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔

اس کے شواھد

پہلا

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۘ

سورۃ الحشر ع ۱۔ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اس اعلان کا مطلب

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو حکم صادر ہو۔ اس کی تعمیل کرو۔ اور آپ جس چیز سے منع فرمائیں اس سے باز آ جاؤ۔ اس اعلان میں یہ شرط نہیں لگائی گئی کہ آپ کے فرمان سے پہلے وہی حکم قرآن مجید میں بھی آ چکا ہو۔ تب آپ کا فرمان مانو بلکہ اس اعلان سے یہ چیز صاف معلوم ہوتی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان امت کے لئے واجب الاذعان (یعنی اس کو دل سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان جو دین کے معاملہ میں ہو وحی الٰہی پر مبنی ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے۔

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ سورہ النجم ع ۱ پ ۲۷ ترجمہ۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو (اس کا ہر فرمان) وحی ہے۔ جو اس پر آتی ہے۔

لہذا ثابت ہو گیا

کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو جبرئیلؑ نے حاضر ہو کر آپ کو پڑھ کر سنائی۔ اس وحی کو اہل السنتہ والجماعت کی اصطلاح میں وحی جلی یا وحی متلوّ یا قرآن مجید کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسری وحی خفی۔ جسے اہل السنتہ والجماعت کی اصطلاح میں وحی خفی یا وحی غیر متلوّ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب یہ چیز میری سابقہ تحریر سے بالکل واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کچھ بھی برآمد ہو اس کو دل سے ماننا اور عمل میں لانا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ اب یہ

فیصلہ بآسانی ہر سمجھدار مسلمان

کر سکے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا دراصل قرآن مجید کے حکم کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا ہو گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم وما علینا الا البلاغ۔ اب ان دونوں چیزوں کے ایسے نام علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جن سے ایک سادہ سے سادہ لوح مسلمان بھی بآسانی فرق کر سکے۔ اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہوئے دونوں پر ایمان بھی لائے اور واجب العمل بھی قرار دے۔

اور وہ دو نام یہ ہیں

اللہ تعالےٰ کے دین کا متن قرآن مجید ہے اور اس کی شرح اور تفصیل حدیث شریف میں ہے اور یہی ثابت کرنا میرا مدعا تھا۔

قرآن مجید کے متن ہونے اور حدیث شریف کا اسکی شرح ہونیکی ایک اور زبردست عقلی دلیل

پہلے ایک اور دلیل سن لیجئے۔ حدیث شریف کے متعلق پھر عرض کروں گا۔ اگر کسی فن کا کوئی قابل اور بلند پایہ انسان اس فن میں کوئی کتاب تصنیف کرے تو کیا اس فن کے بہت ہی اونچے درجہ کے مسائل جو اس کتاب میں اس نے درج کئے ہیں ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ بلکہ اس چیز کی ضرورت رہتی ہے کہ اس باکمال انسان سے اسکی کتاب کے بعض حصوں کی تشریح اسی سے معلوم کی جائے۔ اس کتاب کے دشوار مقامات کی جو تفصیل وہ بیان کریگا اسی تفصیل کو عام محاورے میں اس کتاب کی شرح کہا جائے گا۔

بعینہٖ اسی طرح

اللہ تعالیٰ کی کلام پاک اگرچہ واضح کیوں نہ ہو۔ لیکن پھر بھی بہت سے مقامات پر ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس کلام سے مراد کے سمجھنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے ہمیں ایک ضابطہ فرما دیا ہے۔ جس سے ہم ہر موقعہ پر اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی مراد بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ اور وہ ذریعہ کلام الٰہی کی مندرجہ ذیل آیت میں موجود ہے۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ۝)

یہ آیت سورۃ الاحزاب رکوع ع۳ پارہ ع۲۱ میں ہے۔ اس کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اختیار کرو۔ بالفاظ دیگر حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل رسول اللہ کی سنت کے مطابق کرو۔ لہذا یہ چیز بالکل ثابت اور واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قرآن مجید کی شرح ہے اور قرآن مجید کی آیتوں کی اصلی مراد وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا جو عمل کر کے دکھایا۔

نمبر ۴

اس امتحان الٰہی میں حسب دستور عام کوئی پاس ہو گا اور کوئی فیل ہو گا۔

اس کے شواہد

پہلا

(اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝)۔ سورہ الدہر رکوع ع۱ پ ۲۹۔ ترجمہ:۔ بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا۔ ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ پس ہم نے اسے سننے دیکھنے والا بنا دیا۔ بے شک ہم نے اسے راستہ دکھایا۔ یا تو وہ شکر گزار ہے اور یا ناشکرا۔

نتیجہ بالکل صاف ہے

کہ بعض انسان اللہ تعالےٰ کے شکر گذار ہوتے ہیں۔ اور بعض ناشکر گذار ہوتے ہیں۔

دوسرا شاہد

(وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۚ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ۝) سورۃ البقرہ ع ۳۳۔ پ ۳۔

ترجمہ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ جو ان پیغمبروں کے بعد آئے۔ وہ آپس میں نہ لڑتے۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس صاف حکم پہنچ چکے تھے۔ لیکن ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ پھر کوئی ان میں سے ایمان لایا اور کوئی کافر ہوا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حاصل

اس شاہد سے بھی حاصل یہی نکلا کہ بعض انسان اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کر کے پاس ہو گئے۔ جن کو بارگاہ الٰہی سے ایماندار ہونے کا تمغہ ملا۔ اور بعض ناشکری اور نافرمانی کر کے فیل ہو گئے۔ جن کو کافر کا لقب ملا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

میرے معزز بھائیو اور میری بیٹیو اور بہنو

اس مذکورۃ الصدر آیت میں غور کر کے

دیکھو اور اپنے متعلق خود فیصلہ کرو کہ آپ لوگ کس کھاتے میں داخل ہونے کے قابل اپنے آپ کو بنا رہے ہو۔ وما علینا الا البلاغ

اس طرح سوچئے

کہ مسلمانوں میں نمازی زیادہ ہیں یا بے نماز زیادہ ہیں۔ رمضان کے روزے رکھنے والے زیادہ ہیں یا روزے نہ رکھنے والے زیادہ ہیں۔ مسلمانوں میں عورتیں ہوں یا مرد زکوٰۃ دینے والے زیادہ ہیں یا زکوٰۃ نہ دینے والے زیادہ ہیں۔

نمبر ۵

پاس ہونے والوں کے انعامات کا ذکر

(وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَّهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ۝) سورۃ النساء ع ۸ پ ۵۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ انہیں ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے ان کے لئے وہاں ستھری عورتیں ہونگی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔

ع ۲

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝) سورۃ الانعام ع ۵ پارہ ۷۔ ترجمہ۔ اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لئے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اپنی اصلاح کر لے سو ان پر کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم

نمبر ۶

فیل ہونے والوں کی سزا کی چند شہادتیں

پہلی

(إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُم بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝) سورۃ النساء ع ۸ پ ۵۔ ترجمہ۔ بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا۔ انہیں ہم آگ میں ڈال دیں گے۔ جس وقت انکی کھالیں جل جائیں گی تو ہم ان کو اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ عذاب چکھتے رہیں۔ بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

دوسری شہادت

(وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝) سورۃ الانعام ع ۵۔ پ ۷۔ اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس لئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

تیسری شہادت

(وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝) سورۃ النساء ع ۲۴ پ ۶۔ ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اور تکبر کیا۔ انہیں (اللہ تعالیٰ) درد دینے والا عذاب دیگا۔ اور وہ اللہ کے سوا اپنے واسطے کوئی دوست اور مددگار نہیں پائیں گے۔

اللھم لا تجعلنا منھم وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔

مدرسہ اسلامیہ عربیہ امداد العلوم روہڑی

برادران اسلام و علمائے کرام کو یہ خبر پڑھ کر مسرت کا باعث ہوگی کہ جہاں پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ امداد العلوم روہڑی ضلع سکھر (صوبہ سندھ پاکستان) قرآن پاک حدیث شریف و درس قرآن و فقہ و اصول فقہ و صرف نحو و دیگر فنون عربی و فارسی کی تعلیمات سرانجام دے رہا ہے وہاں پر کارکنان مدرسہ ہذا تبلیغی مشن و اشاعتی پروگرام سے بھی غافل نہیں ہیں۔ شب و روز یہ کوشش بدستور جاری ہے کہ خداوند تعالیٰ واحد قدوس غیر مذاہب کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہونے کی سعادت عطا فرمائے آمین ثم آمین

قبول اسلام اور ان کے اسلامی نام

(۱) مورخہ ۲۸ ۱۳۷۸ھ بماہ محرم الحرام مطابق سنہ ۱۹۵۸ء بروز جمعہ بنام ناظر ولد فقیریا قوم عیسائی بعمر ۲۵ سال ساکن روہڑی ضلع سکھر نے اسلام قبول کیا اور اس کا اسلامی نام (دین محمد) تجویز کیا گیا۔

(۲) مورخہ ۱۳۷۸ھ بماہ محرم الحرام مطابق ۱۹۵۸ء بروز جمعہ مسمات رکھی دختر عمرا مسیح بعمر ۲۵ سال ساکن روہڑی ضلع سکھر نے اسلام قبول کیا اور اس کا اپنا تجویز کردہ نام خورشید رکھا گیا۔

(۳) مورخہ سنہ ۱۳۷۹ھ بماہ ربیع الاول بروز دوشنبہ (پیر) بوٹا ولد رکھا قوم مسیح بعمر ۴۸ سال سابقہ سکونت موضع گوجروالی تھانہ پسرور ضلع سیالکوٹ حال سکونت روہڑی اسلامی نام (محمد دین) تجویز کیا گیا۔

(۴) مورخہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء بروز پیر ۲ ستمبر مسیح ولد منگا قوم عیسائی ساکن روہڑی ضلع سکھر نے اسلام قبول کیا اسلامی نام غلام نبی اپنا تجویز کردہ رکھا گیا

(دستخط) مولانا سعید احمد صاحب بانی و مہتمم مدرسہ اسلامیہ عربیہ امداد العلوم روہڑی شہر (ضلع سکھر)

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا ومرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اما بعد

اصلاح نفس کے دو درجے

میرے جو احباب شوق سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے اس مجلس میں شریک ہونے کے لئے آتے ہیں ۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں ۔ ان میں سے بعض احباب تو ۴۰ - ۴۵ میل سے آتے ہیں ۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالے سب کو دنیا میں عزت ۔ راحت اور رزق کی فراوانی اور آخرت میں نجات عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین

ذکر کا حلقہ جتنا زیادہ ہوتا ہے ۔ اتنے زیادہ ملائکہ عظام ہوتے ہیں ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ملائکہ عظام اپنے پروں سے ذاکرین کو ڈھانک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک جا پہنچتے ہیں ۔ یہ حدیث شریف لمبی ہے ۔ میں اس کو بارہا اس مجلس میں پیش کر چکا ہوں ۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے ملائکہ عظام سے فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ۔

آپ اخلاص سے اس مجلس میں آیئے انشاء اللہ ہر جمعرات کو مغفرت کا تمغہ ملتا ہے ۔ اللہ تعالے جن سے ناراض ہوتے ہیں ۔ ان کو اپنے دروازہ سے دور ہٹا دیتے ہیں ۔ جس طرح بیٹا آوارہ مزاج نکل آئے اور خاندان کی عزت کو بٹہ لگائے تو شریف اور دیندار والدین اس کی شکل نہیں دیکھنا چاہتے اسی طرح اللہ نافرمانوں کو ان کے گناہوں کی شامتِ اعمال کے باعث اپنے دروازہ پر آنے کی توفیق نہیں دیتے ۔ اللہ تعالے مجھے اور آپ کو اپنے دروازہ پر آنے اور مغفرت کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین

اللہ تعالے کا نام

تو ہر کہ و مہ امیر و غریب جانتا اور لیتا ہے ۔ لیکن اس کا ایک وہ طریقہ ہے جو اولیاء کرام سکھاتے ہیں ۔ اس طریقہ سے اللہ تعالے کا نام لیا جائے تو عجائبات کے دروازے کھلتے ہیں ۔ یہ فرض عین نہیں ہے ۔ لیکن اس کی بے شمار برکتیں ہیں ۔ جو اس کا کورس پورا کر لیتے ہیں ۔ ان کو اللہ تعالے کی رضامندی اور ناراضگی کا پتہ لگتا ہے ۔

اصلاحِ نفس

کے دو طریقے ہیں ۔ ۱ ۔ وہ طریقہ جو اللہ والے سکھاتے ہیں ۔ جس جہان میں ہم رہتے ہیں ۔ یہ عالمِ ناسوت ہے ۔ ایک دوسرا جہان بھی ہے ۔ جس کو عالمِ ملکوت کہتے ہیں ۔ اُس طریقہ سے جو اللہ والے بتلاتے ہیں اللہ تعالے کا نام لیا جائے تو آہستہ آہستہ عالمِ ملکوت کے حالات کا بھی پتہ لگنا شروع ہو جاتا ہے ۔ اشیاء کی حلت و حرمت ۔ اشخاص اور اشیاء کی پہچان ۔ ان چیزوں کا تعلق عالم ملکوت سے ہے ۔ اگر آپ ایک کافر کو ایک پٹھان کی سی شلوار ۔ کلاہ اور لنگی پہنا دیں تو اللہ والے بتلا دیں گے ۔ کہ یہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے ۔ کیونکہ اس کے دل میں نور ایمان نہیں ۔ اور یہ چیز عالم ملکوت سے تعلق پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے ۔ یہ درجہ عالیہ ہے ۔ اللہ تعالے جس کو چاہے ۔ اس درجہ پر پہنچائے ۔

۲ ۔ اللہ تعالے کے دروازہ پر آنے والوں کی خود بخود اصلاح ہو جاتی ہے ۔ یہ بھی اصلاح کا ایک درجہ ہے ۔ جن کو یہ درجہ نصیب ہو جاتا ہے ۔ ان کو ظاہری برائیوں سے نفرت اور نیکی سے محبت ہو جاتی ہے ۔ وہ بُرے آدمیوں سے نفرت اور نیکوں سے محبت کرتے ہیں ۔ اس مجلس میں آکر بیٹھنے سے بھی اصلاح کا یہ درجہ نصیب ہو جاتا ہے ۔ جب یہاں نہیں آتے تھے تو آپ میں سے اکثر دوسروں میں بیٹھتے اور وقت ضائع کرتے تھے

صدق دل

اللہ تعالے کو راضی کرنا بڑا ہی آسان ہے ۔ انسان کے بچہ کو راضی کرنا مشکل ہے ۔ ایک دفعہ صدق دل سے استغفار پڑھنے سے اللہ تعالے راضی ہو جاتے ہیں ۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ عَنْ ھِلَالِ بْنِ یَسَارِ بْنِ زَیْدٍ مَوْلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ غُفِرَ لَہٗ وَاِنْ کَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ (رواہ الترمذی و ابوداؤد) (باب الاستغفار والتوبۃ (الفصل الثانی) ترجمہ ۔ ہلال بن یسار بن زید رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے روایت ہے ۔ انہوں نے کہا کہ میرے والد میرے دادا سے روایت کرتے ہیں ۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔ (ترجمہ ۔ میں اس اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں ۔ جس کے بغیر کوئی معبود نہیں ۔ وہ زندہ ہے خود قائم اور جہان کو قائم رکھنے والا ہے اور میں (اپنے گناہوں سے باز آکر اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں) ۔ کہا تو اس کے لئے بخش دیا جائے گا اور اگرچہ وہ میدان جنگ سے بھاگا ہوا ہو میدان جنگ سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے ۔

اصلاح باطن

کے لئے اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہنے کی ضرورت ہے ۔ میرے دو مربی ہیں ۔ شجرہ میں دائیں طرف والے حضرت دین پوری رحؒ میری بیعت کے بعد چالیس سال زندہ رہے ۔ ان سے میں نے بچپن ہی میں بیعت کی تھی ۔ بائیں طرف والے حضرت امروٹی رحؒ میری بیعت کے بعد بائیس سال زندہ رہے ۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان سے بیعت کی تھی ۔ اللہ تعالے نے مجھے اپنے دونوں مربیوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنانے کی توفیق عطا فرمائی ۔ میں نے ان سے جو کچھ لیا ہے ۔ اللہ تعالے مجھے اسے آپ کو دینے اور آپ کو لینے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین ۔ مجھے آپ کی نجات کی بھی فکر ہے ۔ اس کے علاوہ مجھے ذاتی طمع بھی ہے کہ آپ کی نیکیوں کی برکت سے مجھے مرنے کے بعد بھی

ثواب ملتا رہے گا۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ (رواہ مسلم۔ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ کتاب العلم الفصل الاول)۔ (ترجمہ۔ جو شخص کسی نیکی کی طرف رہنمائی کرے۔ اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جتنا اس نیکی کرنے والے کو) اللہ تعالےٰ مجھے آپ کی روحانی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

لذّت

اللہ کے نام میں جو لذت ہے۔ اس کے مقابلہ میں ساری دنیا ہیچ ہے مرنے کے بعد دنیا کی سب چیزیں یہیں رہ جائینگی۔ اللہ تعالےٰ کا نام وہاں بھی کام آئے گا۔

ایک ایک قدم

آپ دور دور سے اللہ کا نام سیکھنے آتے ہیں۔ آپ کا ایک ایک قدم عبادت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عَنْ عُمَرَؓ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (الحدیث) (متفق علیہ) (حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے)۔ آپ اس نیت سے آتے ہیں کہ حلقہ ذکر میں شامل ہوں "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو جائے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو استقامت عطا فرمائے۔ کم از کم دوسرے نمبر کی اصلاح نفس کرنے اور بُری مجالس اور آدمیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ پہلے درجہ کی اصلاح کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی جامع اشرفیہ نیلہ گنبد لاہور

نیت کی فضیلت اور اسکی حقیقت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد فَقَدْ رُوِیْنَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

اس حدیث میں دو چیزوں کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک اعمال کا۔ دوسرے نیت کا۔ پہلے میں نیت کے متعلق عرض کروں گا۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ اعمال کے متعلق بیان ہوگا۔ قرآن مجید میں اور احادیث میں جابجا ترغیبات موجود ہیں کہ اعمال کی قبولیت کا دارو مدار ہی نیت پر ہے اور نیت کی فضیلتیں اور اس کا ثواب بہت جگہ قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ایک جگہ خدا تعالےٰ نے فقرائے مسلمین کے بارے میں آیت نازل فرمائی۔ جس کا شان نزول یہ ہے کہ مکہ کے سردار اور رؤسائنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ ہم آپ کی بات اس شرط پر سننے کو تیار ہیں کہ جس وقت ہم لوگ آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کریں تو آپ ان غریب اور کم درجہ کے لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کریں۔ کیونکہ ہم کو ان کے ہمراہ بیٹھنے میں سخت عار آتی ہے۔ اور ہماری شان کے خلاف ہے کہ ہم اتنے بڑے لوگ ایسے کم درجہ لوگوں کے ساتھ بیٹھیں۔ جب ان لوگوں نے آپ سے یہ درخواست کی تو آپ اس سلسلے میں متردد تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ

آپ (اپنے پاس سے) ان لوگوں کو الگ نہ کریں جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں۔ جس سے انکی غرض یہ ہے کہ وہ خالص خدا تعالےٰ کی رضا چاہتے ہیں۔

یعنی ان کی عبادت اور اللہ کو پکارنا محض اخلاص اور نیک نیتی سے ہے۔ اور کوئی غرض ان کی اس میں شامل نہیں۔ یہی مطلب ہے لفظ "یریدون وجہہ" کا۔ تو خدا تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے پاس سے ان سردار اور رؤسا کی خاطر نہ اٹھادیں خواہ یہ سردار آپ کے پاس آئیں یا نہ آئیں۔ اب اس آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اخلاص اور نیک نیتی کی خدا تعالیٰ کے ہاں کتنی قدر ہے اور اس کا کتنا مرتبہ ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ نعوذ باللہ نبیؐ کو امیروں سے انکی امارت کی بنا پر محبت اور انس ہو اور غریبوں سے ان کے افلاس اور فقر کی وجہ سے نفرت ہو۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اس امر میں متردد تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ کو یہ حرص تھی کہ اگر میں چند منٹ کے لئے ان سرداران مکہ کی اس بات کو مان لوں اور تھوڑی دیر کے لئے دعوت اسلام کی خاطر ان سے تخلیہ میں گفتگو کر لوں۔ تو ممکن ہے کہ یہ اسلام لے آئیں اور اس طرح ان کو ہدایت ہو جائے۔ پھر یہ امراء امراء نہیں رہیں گے۔ بلکہ دل سے ویسے ہی درویش صفت ہو جائیں گے۔ جیسے کہ یہ فقراء مسلمین ہیں۔ تو گویا آپ کا خیال مبارک یہ تھا کہ چند روز کی بات ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ ان کو اسلام لانے کی توفیق دے گا۔ تو پھر یہ معاملہ ہی نہیں رہے گا۔ غرض آنجناب کو جو اس طرف میلان خاطر تھا وہ اس بنا پر تھا کہ آپ ان امراء کو فقراء صفت بنانا چاہتے تھے اور فقراء مسلمین چونکہ سر پا جان نثار اور غلام تھے۔ اس لئے ان کو کسی طرح کی گرانی ہونے کا خدشہ نہیں تھا یہ مصالح تبلیغ و دعوت تھیں۔ جن کی بنا پر آپ کا خیال مبارک اس بارے میں متردد تھا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی شان بے نیاز ہے اور اس کی بارگاہ میں کسی کی پرواہ نہیں۔ اس لئے فرما دیا کہ خواہ یہ امراء اسلام لائیں یا نہ لائیں آپ پرواہ نہ کریں لیکن ان مسلمانوں کو جو اخلاص اور نیک نیتی سے صبح و شام اللہ کو پکارتے ہیں۔ اپنے دربار میں سے نہ ہٹائیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے جو یہ اتنا بڑا اعزاز و اکرام ان فقراء مسلمین کا فرمایا اور ان کو ان سرداروں کے مقابلہ میں اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا اس کی علت کیا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے۔ سو اسکی علت خود حق تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ

باقی برصفحہ ۱۸

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے

مقاماتِ عالیہ یا اخلاق باطنہ

(ماخوذ انفاس قدسیہ)

اخلاق باطنہ دراصل ایک قوت ہے جو قلب انسانی پر منجانب اللہ فائز کی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اچھے اطوار خوش معاملگی اور دوسرے اخلاق ظاہرہ کا ظہور ہوتا ہے۔ گویا کہ اخلاق ظاہرہ پر تو اور عکس ہوتے ہیں۔ اخلاق باطنہ کا سخاوت، شجاعت، عدل و انصاف شرم و حیا ہمت و صبر و استقلال۔ خودداری و استغنا وغیرہ وغیرہ اور بہت سی صفات محمودہ ہیں۔ جن کو ہیں نے اخلاق باطنہ ہیں شمار کیا ہے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کے جہاں اور اوصاف جلیلہ ہیں۔ وہاں آپ کے اخلاق باطنہ کا وہ مقام ہے کہ اس کا ادراک کرنے کے لیے بھی ان ہی جیسی استعداد اور کمالات کا آدمی ہونا چاہیئے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری (جو بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں) ارشاد فرماتے ہیں:۔

بھائی حضرت شیخ مدنیؒ کا ذکر کیا پوچھتے ہو۔ پہلے تو ہم یوں ہی سمجھتے رہے۔ مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں ہیں جب ہم نے اس مرد مجاہد کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو جہاں شیخ مدنیؒ کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔ اجی احضرتؒ اس وقت ہر وہ منصب پر فائز المرام ہیں۔ (تکوینیات وتشریعات) مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام۔

زہد و تقویٰ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے لئے رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِی الْمُتَّقُوْنَ مَنْ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا (الحدیث)

ترجمہ۔ قریب ترین مجھ سے متقی حضرات ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں بھی ہوں۔

اسی طرح قرآن پاک کی متعدد آیات اور احادیث صلی اللہ علیہ وسلم ہیں زہد کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم حضرت شیخ الاسلام کے زہد و تقوے کو بیان کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت زہد اور تعریف زہد کو بیان کر دیا جائے۔ تاکہ حضرت کی زاہدانہ اور متقیانہ زندگی آسانی سے سمجھ ہیں آسکے اور زہد و تقوے ہیں آپ کا مقام بھی معلوم ہو جائے۔

عام طور سے یہ چیز ذہنوں ہیں جگہ پکڑے ہوئے ہے کہ نہ کھانا۔ نہ سونا۔ نہ شادی بیاہ کرنا۔ نہ اچھا لباس ہی پہننا۔ یہی زاہدانہ زندگی ہے۔ اگر کسی نے یہی سمجھا ہے تو سخت غلطی کی ہے۔ امام غزالیؒ احیاء العلوم ہیں فرماتے ہیں

وَقَدْ قَالَ قَائِلُوْنَ لَا مَعْنٰی لِلزُّهْدِ فِي اَصْلِ النِّكَاحِ وَلَا فِي كَثْرَتِهٖ وَاِلَيْهِ ذَهَبَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ قَدْ حُبِّبَ اِلٰی سَيِّدِ الزَّاهِدِيْنَ النِّسَاءُ فَكَيْفَ نَزْهَدُ فِيْهِنَّ وَوَافَقَهٗ عَلٰی هٰذَا الْقَوْلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ كَانَ اَزْهَدُ الصَّحَابَةِ عَلِيُّ ابْنُ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ لَهٗ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَبِضْعَ عَشَرَةَ سُرِّيَّةً الخ

ترجمہ۔ کہنے والوں نے کہا ہے۔ کہ اصل نکاح اور کثرت نکاح زہد کے منافی نہیں ہے۔ یہی مذہب سہل بن عبداللہ کا ہے۔ فرماتے ہیں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام زاہدوں کے سردار ہیں۔ آپ کو عورتیں مرغوب تھیں تو ہم کس طرح سے ان سے پرہیز کریں۔ اور انکے خلاف کرنے کو زہد سمجھیں۔ اسی قول سے ابن عیینہ نے موافقت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تمام صحابہؓ ہیں زہد ہیں حضرت علیؓ بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن آپ کے نکاح ہیں چار بیویاں رہیں اور ساتھ ہی دس سے زاید باندیاں بھی تھیں۔

اسی طرح سے شاید گھر بار نہ بنانے ہیں زہد ہو تو حضور علیہ السلام نے بھی اہل بیت کے لئے حجرے تعمیر کرائے ہیں۔ غرضکہ تارک الدنیا ہو جانا۔ اور مخلوق الٰہی سے کنارہ کشی کا نام زہد نہیں ہے۔ بلکہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں

زہد کا صحیح مفہوم

هو عبادة عن انصراف الرغبة عن الشئ الى ما هو خير منه فكل من عدل عن شئ الى غيره بمعاوضة و بيع وغيره فانما عدل عنه رغبته عنه و انما عدل الى غيره لرغبته فى غيره الخ احیا ص ۲۱۱ ج ۴۔

زہد نام ہے کسی چیز سے اپنی رغبت ہٹا لینے کا اس چیز کی طرف جو اس چیز کی طرف جو اس سے بہتر ہے۔ لہذا جو آدمی کسی چیز کی طرف سے رغبت ہٹا کر معاوضہ یا بیع وغیرہ کے ذریعہ سے دوسری چیز کی طرف رغبت کرے تو وہ اپنی رغبت سے ایک چیز کو چھوڑ کر اپنی دوسری مرغوب فیہ چیز کی طرف گیا ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ کسی مرغوب فیہ چیز کو محض آخرت کے نفع کے لیے ترک کر دینا اور دنیاوی مفاد کو دل ہیں جگہ نہ دینا یہ زہد ہے۔ لہذا اس مختصر تمہید کے بعد حضرت شیخ الاسلام کی زاہدانہ زندگی ملاحظہ فرمایئے۔

آپ نے جہاد حریت ہیں برسوں جہاد کیا اور ایسی خدمات انجام دیں کہ کسی دوسرے لیڈر کو اس کی ہوا بھی نہ لگی ہوگی۔ لیکن جب حکومت کے عہدے تقسیم ہونے کا نمبر آیا تو سیاست سے کنارہ کشی اختیار کی اور بقول سید احمد شہیدؒ حکومت کے عہدے ان کو ملیں جن کو حکومت کی طلب ہو..... آپ نے حکومت کے مقابلے دلق پوشی اور بوریہ نشینی کو پسند کیا۔ بلکہ حکومت کی طرف سے اعزاز کی پیشکش کی گئی اور آپ کو پدم بھوشن کا خطاب دیا تو حضرت نے شکریہ کے ساتھ اس کو واپس کر دیا کہ ہیں اس کا اہل نہیں ہوں یا مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ دربار خلافت سے پیش کیا گیا۔ لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔ کہ ہیں

اس کا اہل نہیں ہوں۔ اس کے مقابلہ میں برسوں کی قید و بند کی مصیبت برداشت کی۔ لیکن دنیاوی اعزاز کو قبول نہ کیا بلکہ آخرت کے اعزاز کے متلاشی رہے ایسے ہی حضرات کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا (الآیۃ)

ترجمہ یہ آخرت کا گھر ان ہی لوگوں کے لئے ہم نے منتخب کیا ہے جو زمین میں کسی بلندی کے خواہاں نہیں اور نہ اس میں فساد کرتے ہیں۔

آپ جب تک حیات رہے دارالعلوم سے بقدر کارگزاری تنخواہ لیتے۔ بلکہ حق خدمت سے بھی کم۔ جتنے دن پڑھانا اتنے ہی دن کی تنخواہ لینا۔ اور بہت سے مہینے ایسے گذر جاتے تھے کہ ان میں ایک پیسہ بھی تنخواہ نہیں ملتی تھی۔

دارالعلوم دیوبند کا دستور ہے۔ کہ اگر ملازم بیمار ہو تو اس کو ایک ماہ کی رخصت مع تنخواہ ملتی ہے اور پھر نصف تنخواہ کے حساب سے ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام تقریباً ۴ ماہ یا اس سے کچھ زائد بیمار رہے۔ لیکن ایک پیسہ تنخواہ کا نہ لیا۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے ہر چند چاہا کہ قبول فرما لیں۔ لیکن صاف انکار کر دیا۔ ابو سلیمان رح فرماتے ہیں۔

فکل من ترك الدنيا شيئا مع القدرة عليه خوفا على قلبه وعلى دينه فله مدخل في الزهد (احیاء)

جس نے تھوڑی سی دنیا بھی باوجود قدرت کے اپنے قلب اور دین کا خوف سمجھتے ہوئے ترک کر دی۔ پس اسی کو زہد میں دسترس ہے اور وہ زاہد ہے۔

آپ ہمیشہ ضرورت کے مطابق دنیا کی اشیاء کو اختیار کرتے اور باقی سب راہ خدا میں مہمانوں پر اور غرباء اور مساکین پر صرف کر دیتے تھے۔ اور حقیقتاً یہ زہد کا نہایت اعلےٰ درجہ ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کی زندگی کو ملاحظہ فرمایئے۔ خلیفہ وقت ہیں۔ لیکن اپنے لئے کچھ نہیں۔ حتیٰ کہ ایک خادمہ بھی گھر کے کام کاج کے لئے نہیں اس کا نام زہد ہے۔ یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں

علامة الزهد السخاء بالموجود (احیاء)

جو کچھ موجود ہو۔ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا زہد کی علامت ہے

نہ مرد آنست کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

زہد کی یہ شان حضرت شیخ الاسلام کے یہاں سے ملے گی۔ دنیا پرست زاہدوں یا زاہدان خشک میں نام کا زہد ہوتا ہے۔ کہ اپنے زہد میں دنیا کو لے ڈوبتے ہیں۔ اب قدر کفاف لینا یہ زہد کا اعلےٰ معیار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

من طلب الدنيا حلالا واستعفافا عن المسئلة وسعيا على اهله وتعطفا على جاره لقى الله تعالىٰ يوم القيمة ووجهه مثل القمر ليلة البدر (الحدیث۔ رواہ البیہقی)

جس نے دنیا کو حلال ذریعہ سے سوال سے بچنے کی غرض سے اپنے اہل و عیال اور پڑوسیوں کی امداد کے لئے حاصل کیا۔ وہ قیامت میں اس حالت میں اللہ سے ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ بدرِ کامل کی طرح منور ہوگا۔

اس حدیث کی روشنی میں حضرت شیخ الاسلام کا مقام زہد ملاحظہ فرمایئے۔ اور حضرت کی مدینہ منورہ کی زندگی ملاحظہ فرمایئے۔ غربت کی وجہ سے گھر بھر کی حالت یہ ہے کہ صرف تین پاؤ مسور کی دال کا پانی اور ایک درجن سے زائد کھانے والے۔ اسی حالت میں مولانا عبدالحق صاحب مدنی کے والد صاحب بہت کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح ٹیوشن قبول کر لیا جائے لیکن برابر انکار کرتے رہے۔ بالآخر مفت پڑھانا گوارا کیا اور تعریف یہ کہ کسی کو اس حالت کا علم نہ ہوا۔ حضرت کی مدینہ منورہ کی یہ زاہدانہ زندگی حضور علیہ السلام کی اس زندگی میں ملاحظہ فرمائیں۔

قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَتْ تَاتِيْ عَلَيْنَا اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً وَمَا يُوْقَدُ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْبَاحٌ وَلَا نَارٌ قِيْلَ لَهَا فِيْمَا كُنْتُمْ تَعِيْشُوْنَ قَالَتْ بِالْاَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ (رواہ احمد)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ہمارے اوپر چالیس چالیس راتیں گذر جاتی تھیں کہ نہ گھروں میں چراغ جلتا تھا اور نہ آگ۔ کسی نے سوال کیا کہ پھر کس طرح گذران ہوتی تھی۔ فرمایا۔ کھجوروں اور پانی پر

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام کے گھر میں بھی کافی عرصہ تک تربوز کے چھلکے مسور کی دال کا پانی اور کھجوروں پر ہی گذر اوقات کی گئی ہے۔ یہ ہے زہد و تقوےٰ کہ بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ الاسلام کے بارے میں طے کر لیا تھا کہ ان کو فنا فی الرسول کا اعلےٰ مقام عنایت فرمانا ہے سو اس قسم کے حالات پیدا کر دیئے۔ اور ایسا ہی زہد عنایت فرما دیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

احباب کا شکریہ

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے میں عمرہ سے فارغ ہو کر ۸ نومبر ۱۹۵۹ء کی شام کو لاہور پہنچ گیا تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک احباب کی طرف سے مبارکبادی کے خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ جن کا فرداً فرداً جواب دینا میرے لئے مشکل ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ میں اپنے سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ انہیں بھی اپنے اور اپنے محبوب کے دروازہ پر حاضری کا شرف عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین

(حضرت مولانا) احمد علی (صاحب) مدظلہ العالی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی توسیع اشاعت کے لئے آپ کا تعاون مطلوب

(مدیر)

از رانا محمد مبارک صاحب ادیب کیمبلپوری ★

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناممکن ہے کہ اسلامی تاریخ کا طالب علم خالد بن ولیدؓ کے نام سے ناواقف ہو۔ تاہم تبرکاً مختصر حالات زندگی تحریر کر دیتا ہوں۔

آپ کا پورا نام ابوسلمان خالد بن الولید القرشی ہے۔ سن پیدائش میں اختلاف ہے حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ دوم کے ہم عمر تھے جو آپ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب ساتویں پشت میں حضرت ابوبکرؓ سے مل جاتا ہے آنحضرتؐ آپ کے خالو تھے۔

آپ کے والد کا نام ابوعبدشمس الولید بن المغیرہ ہے جو قریش کے معزز ترین افراد میں شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ قبیلہ میں "وحید" کے نام سے مشہور تھے۔ والدہ کا نام لبابہ صغریٰ تھا۔ جن کے مسلمان ہونے میں اختلاف رائے ہے۔ چونکہ آپ کے والد امیر کبیر آدمی تھے۔ اس لئے حضرت خالدؓ نے ابتدائی زندگی گھر پر ہی بسر کی اور بیشتر وقت فنون حربیہ کی مشق میں مصروف رہتے خالد بنو مخزوم کے سردار تھے۔ اس لئے دیگر سرداران قبائل کی طرح اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ چنانچہ غزوہ اُحد اور غزوہ خندق میں اسلام دشمنی کا خوب مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ آپ اپنے بھائی ولید کے خط سے متاثر ہو کر ۸ھ میں مشرف باسلام ہوئے۔ جس وقت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عثمانؓ بن طلحہ اور عمرو بن العاصؓ بھی ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ نہایت محظوظ ہوئے۔ اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مکہ نے اپنے دل کے ٹکڑے تمہاری جانب پھینک دیئے ہیں" اسلام لانے کے بعد جہاد میں وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کی نظیر نہیں ملتی۔ کسی لڑائی میں آپ کی شمولیت ہی فتح کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ سب سے پہلے آپ سریہ موتہ میں شریک ہوئے اور آنحضرتؐ سے سیف اللہ کا خطاب پایا۔ اسی جنگ میں آپ کے ہاتھ سے ۹ تلواریں یکے بعد دیگرے ٹوٹ گئیں۔ خود حضرت خالدؓ کا کہنا ہے کہ جس روز سے میں اسلام لایا ہوں۔ آنحضرتؐ نے لڑائی کے سلسلے میں کسی کو میرا مدّ مقابل نہیں ٹھہرایا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں دلجہ کی لڑائی میں آپ نے ایک ایسے ایرانی پہلوان کو مقابلے کی دعوت دی اور قتل کیا جو نہایت شہ زور تھا اور ایک ہزار آدمیوں کے برابر قوت رکھتا تھا۔ آپ سو کے لگ بھگ لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ آپ کے جسم پر بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہ تھی۔ جہاں کسی نہ کسی ہتھیار کا زخم موجود نہ ہو۔ لیکن شہادت کا درجہ نصیب نہ تھا۔ جس کا انہیں آخر تک افسوس رہا۔ چنانچہ ۲۱ھ میں حمص میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔

آپ افواج اسلام کے سپہ سالار تھے حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے زمانے میں آپ کو معزول کرکے نائب سپہ سالار بنا دیا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ محض رنجش تھی اور رنجش کی وجہ بچپن کی وہ کشتی بیان کی جاتی ہے۔ جس میں حضرت عمرؓ کا بازو ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ اسلام نے آپس کی تمام رنجشیں مٹا دی تھیں۔ ناممکن ہے کہ حضرت عمرؓ جیسے عظیم انسان کے دل میں بچپن کا یہ معمولی سا واقعہ باقی ہو۔ معزولی کی اصل وجہ حضرت عمرؓ کی زبانی سنئے۔ "میں نے خالد کو بد دیانتی یا خفگی کے وجہ سے معزول نہیں کیا۔ بلکہ معزولی کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ خالد کی وجہ سے فتنے میں پڑنے لگے ہیں۔ مجھے خوف ہوا کہ کہیں لوگ صرف خالد ہی پر بھروسہ نہ کرنے لگ جائیں اس لئے میری یہ خواہش تھی کہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ خدا ہی کارساز ہے۔

عجیب اتفاق ہے کہ آل خالد میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ آپ کا سلسلہ نسب ختم ہو چکا ہے۔

مختصر سوانح حیات تحریر کرنیکے بعد اب حضرت خالدؓ کے متعلق معاصرین کے اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ ان کے دل میں آپکی کتنی قدر و منزلت تھی۔

ایک بار آنحضرتؐ نے آپکے متعلق ارشاد فرمایا۔ خدا کا نیک بندہ۔ قبیلہ کا اچھا بھائی اور خدا کی شمشیروں میں سے ایک شمشیر ہے۔ جسے خدا نے کفار اور منافقین کے مقابلے کے لئے بے نیام کر دیا ہے۔ نیز فرمایا۔ خالد کو تکلیف نہ دو۔ اس لئے کہ وہ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ جس کو خدا نے کفار کے لئے بے نیام کر دیا ہے۔

جب حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو خالدؓ کی معزولی کے لئے کہا تو حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔ میں ایسی تلوار کو نیام میں نہیں کروں گا۔ جسے خدا نے کفار کے لئے بے نیام کیا ہو۔

قصبہ امغیشیا کی فتح کے بعد جب آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں مال غنیمت بھیجا تو خلیفہ اول نے فرمایا۔ "اے جماعت قریش! تمہارے شیر نے شیروں پر حملہ کیا اور انہیں پچھاڑ دیا۔ مائیں خالد جیسا شجاع پیدا نہیں کر سکتیں"۔

حضرت صدیق اکبرؓ ایک خط میں جو حضرت خالدؓ کے نام ہے۔ لکھتے ہیں "خدا کا فضل ہے کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم افواج اسلام کو دشمن کے حصار سے صاف نکال لاتے ہو۔ اے ابوسلمان! میں تم کو تمہاری خوش قسمتی اور خلوص پر مبارک پیش کرتا ہوں۔

بادشاہ ایکدر کا قول ہے کہ خالدؓ سے زیادہ خوش قسمت اور فنون جنگ میں مہارت رکھنے والا کوئی نہیں۔ خالد جس قوم کی طرف متوجہ ہو جائے کم ہو یا زیادہ اس کی شکست یقینی امر ہے۔

اہل شام میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت خالدؓ کے پاس ایسی تلوار ہے۔ جو آسمان سے نازل ہوئی ہے۔ اسی لئے جنگ یرموک میں جرجہ نے آپ سے سوال کیا کہ تمہیں خدا کی قسم۔ سچ سچ بتاؤ۔ کہ کیا یہ تلوار جو تمہارے ہاتھ میں موجود ہے آسمان سے تمہارے نبی کے ذریعہ تم تک پہنچی ہے۔ جس سے تم ہر قوم کو شکست دے دیتے ہو۔

حضرت عمرو بن العاص نے آپ کے بارے میں فرمایا۔ وہ جنگ پر حکومت کرتا ہے۔ موت اس کی ساتھی ہے۔ وہ نہایت صابر اور شیر کی مانند حملہ کرنے والا ہے۔

حضرت خالد کو معزول کرنیکے کچھ عرصہ

بعد حضرت عمرؓ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا فرمایا۔ خداتعالےٰ حضرت ابوبکر صدیقؓ پر رحم فرمائے۔ وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے معزولی کے باوجود آپ نے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کی۔ اسی لیے حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ "خالدؓ نے اپنے نفس پر حکومت کی۔

حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ آپ کو درازی عمر کی دعا دی۔ فرمایا خدا کرے اتنی دیر تک زندہ رہیں۔ جتنی دیر حمیٰ کی سرزمین میں پتھر موجود ہوں۔

حضرت عمرؓ کو جب آپ کی وفات کی خبر ملی تو فرمایا۔ "اسلام میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی تلافی ناممکن ہے۔" نیز فرمایا۔ "بخدا وہ خوش قسمت اور دشمن کے جان لیوا تھے۔"

حضرت خالدؓ کی وفات کے بعد جب حضرت عمرؓ کو ورثہ میں صرف ایک غلام جنگی ہتھیار اور ایک گھوڑا ملا۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ خدا ابوسلمان پر رحم فرمائے ہمیں یونہی بدگمانی تھی۔"

ایک دفعہ عرب کا مشہور شاعر ہشام حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے حضرت خالدؓ کے متعلق اشعار سننے کی فرمائش کی۔ ہشام نے سنائے لیکن حضرت خالدؓ کی تعریف کا حق ادا نہ ہو سکا۔ آپ نے فرمایا۔ "تم نے خالدؓ کی تعریف کا حق ادا نہیں کیا۔ وہ تو مشرکین کو ذلیل کرنے والے تھے۔ ان کی تکلیف پر خوش ہونے والا خداتعالےٰ کی خفگی مول لینے والا ہے۔" پھر ایک دوسرے شاعر کے اشعار جو حضرت خالدؓ کی مدح میں تھے سنائے اور فرمایا۔ خدا خالدؓ پر رحم فرمائے۔ اس کے لیے تو جو انعامات خدا کے ہاں ہیں بدرجہا بہتر ہیں۔

جب حضرت عمرؓ ابولولو کے خنجر سے زخمی ہوئے اور بچنے کی امید نہ رہی تو کسی نے وصیت کے لیے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ کاش! آج خالدؓ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ بنا کر اپنے رب کے پاس جاتا۔ خدا مجھ سے پوچھتا کہ محمدؐ کی امت پر کس کو خلیفہ متعین کر کے آئے ہو تو میں جواب دیتا کہ میں نے تیرے دوست سے سنا تھا کہ خالدؓ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ جو مشرکین کے لیے نیام سے نکالی گئی ہے۔

ازجناب الحکیم عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی

علم الٰہی کی کوئی انتہا نہیں

گذشتہ سے پیوستہ

(۱) يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ پ ۲۱ ع ۱۱۔ ترجمہ۔ بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو۔ پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو۔ یا وہ زمین کے اندر ہو۔ تب بھی اللہ اس کو حاضر کر دے گا۔ بے شک اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔

(مطلب) کوئی چیز یا کوئی خصلت اچھی یا بری۔ اگر رائی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو اور فرض کرو پتھر کی کسی سخت چٹان کے اندر یا آسمانوں کی بلندی پر یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں رکھی ہو۔ وہ بھی اللہ سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ جب وقت آئے گا۔ وہیں سے لا حاضر کرے گا۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھے کہ ہزار پردوں میں بھی جو کام کیا جائے گا۔ اللہ کے سامنے ہے چنانچہ نیکی یا بدی کیسی ہی چھپ کر کی جائے اس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے۔

(۲) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ پ ۱۴۔ ع ۲۔ ترجمہ۔ اور ہمیں تم میں سے اگلے اور پچھلے سب معلوم ہیں (مطلب) اگلا پچھلا کوئی شخص یا اس کے اعمال ہمارے احاطۂ علمی سے باہر نہیں۔ حق تعالےٰ کو ازل سے ہر چیز کا تفصیلی علم ہے۔ اسی کے مطابق دنیا میں پیش آتا ہے اور اسی کے مطابق آخرت میں تمام مخلوق کا انصاف کیا جائیگا

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ پ ۲۲۔ ع ۱۴۔ اور کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی اور نہ وہ جنتی ہے۔ مگر اس کے علم سے اور نہ کوئی بڑی عمر والا عمر دیا جاتا ہے اور نہ اس کی عمر کم کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں درج ہے۔ بے شک یہ بات اللہ پر آسان ہے۔

(مطلب) آدمؑ کو مٹی سے۔ پھر اسکی اولاد کو پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ پھر مرد عورت کے جوڑے بنا دیئے۔ جس سے نسل پھیلی۔ اس درمیان میں استقرار حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک جو ادوار و اطوار گذرے سب کی خبر خدا ہی کو ہے۔ ماں باپ بھی نہیں جانتے۔ کہ اندر کیا ہے۔ جس کی جتنی عمر ہے۔ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور جو اسباب عمر کے گھٹنے اور بڑھنے کے ہیں۔ یا یہ کہ کون عمر طبعی کو پہنچے گا۔ کون نہیں۔ سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کو ان جزئیات پر احاطہ رکھنا بندوں کی طرح کچھ مشکل نہیں۔ اس کو تمام مَا کَانَ و مَا یَکُوْنُ، جزئی کلی اور غیب و شہادت کا علم ازل سے حاصل ہے۔ اس کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رح لکھتے ہیں کہ ہر کام سہج سہج ہوتا ہے۔ جیسے آدمی کا بننا اور اپنی عمر مقدر کو پہنچنا۔ اسی طرح سمجھ لو اسلام بتدریج بڑھے گا اور آخر کار کفر کو مغلوب و مقہور کر کے چھوڑے گا۔

جس کو ہم پر استحقاق عبادت حاصل ہوگا اس کو مالک ہونا چاہیئے جو ہماری ظاہری اور مخفی تمام اشیاء کا محاسبہ کر سکے۔ اس کو تمام امور کا علم ہونا ضروری ہے اور جو ہماری تمام چیزوں کا حساب لے سکے۔ اور ہر ایک کے مقابلہ میں جزا و سزا دے سکے۔ اس کو تمام چیزوں پر قدرت ہونی ضروری ہے۔ سو انہی تین کمالات یعنی ملک علم اور قدرت کو بیان فرمایا۔

یہی بات آیت الکرسی میں بیان کی گئی ہے۔ کہ ذات پاک سبحانہٗ تمام چیزوں کی مالک خالق اور اس کا علم سب کو محیط اس کی قدرت سب پر شامل ہے تو پھر اس کی نافرمانی کسی امر ظاہری یا خفی میں کر کے بندہ کیونکر نجات پا سکتا ہے۔ جو تکلیف مصیبت اس نے بھیجی عین علم و حکمت سے بھیجی اور وہی جانتا ہے کہ

باقی صفحہ ۱۸ پر

از جناب محمد شفیع عبداللہ بن طٰہٰ

نافرمانی

قسط دوم

گزشتہ سے پیوستہ

۵- نافرمان گمراہ ہے-

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۭ (الاحزاب آیت ۳۶- ع ۵- پ ۲۲) اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے- اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہ ہوا-

حاصل یہ نکلا کہ مومن کو اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو لبیک کہنا چاہیئے- کیونکہ حکم عدولی صریح گمراہی ہے اور جو صراط مستقیم کو چھوڑ کر گمراہ ہو گیا- اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے-

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ (الجن آیت ۲۳- ع ۲- پ ۲۹-

ترجمہ- اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا- تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے- جس میں وہ سدا رہے گا-

حدیث- حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ جس نے انکار کیا- صحابہؓ نے عرض کیا- یا رسول اللہؐ وہ کون شخص ہے؟ فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا- جس نے میری نافرمانی کی وہ منکر ہے- (بخاری کتاب الاعتصام)

۶- نافرمان سے بیزاری

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۚ (الشعراء- آیت ۲۱۶- پ ۱۹-)

ترجمہ- پھر اگر تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں تمہارے کام سے بیزار ہوں-

"یعنی خلاف حکم خدا جو کوئی کرے- اس سے تو بیزار ہو جا- اپنا ہو یا پرایا"- (موضح القرآن)

۷- شیطان کا اغوا

حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں-

يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا (مریم آیت ۴۴- ع ۳- پ ۱۶) اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر بے شک شیطان اللہ کا نافرمان ہے-

حاشیہ شیخ الاسلام شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"بتوں کو پوجنا شیطان کے اغوا سے ہوتا ہے- اس حرکت کو دیکھ کر شیطان بہت خوش ہوتا ہے- اس لحاظ سے بتوں کی پرستش گویا شیطان کی پرستش ہوئی- اور نافرمان کی پرستش رحمٰن کی انتہائی نافرمانی ہے- شاید لفظ "عصیًا" میں ادھر بھی توجہ دلائی ہو کہ شیطان کی پہلی منزل نافرمانی کا اظہار اس وقت ہوا تھا جب تمہارے باپ آدمؑ کے سامنے سر بسجود ہونے کا حکم دیا گیا- لہٰذا اولاد آدم کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ رحمٰن کو چھوڑ کر اپنے اس قدیم ازلی دشمن کو معبود بنا لیں-

اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس دشمن کی پیروی سے روکا ہے- وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (البقرہ آیت ۱۶۸- ع ۲۱- پ ۲) ترجمہ- اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو- بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے- نیز فرمایا-

"اے ایمان والو- اسلام میں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ- اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو- کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے" البقرہ آیت ۲۰۸- ع ۲۵ پ ۲)

۸- قوم نوح علیہ السلام

اس قوم کے حال پر غور کرو- انہوں نے شیطان کی پیروی نہ چھوڑی- ود- سواع- یغوث- یعوق اور نسر خود ساختہ جھوٹے معبودوں کی پرستش نہ چھوڑی- اللہ کی عبادت- تقوےٰ اور اطاعت کا دامن مضبوطی سے پکڑ کر عذاب الٰہی سے بچاؤ کا فکر نہ کیا-

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا (نوح آیت ۲۱- پ ۲۹) ترجمہ نوحؑ نے کہا اے رب میرے بیشک انہوں نے میرا کہنا نہ مانا اور اس کو مانا جس کو اسکے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیا-

یعنی آپ کی تعلیم جو انکی دنیوی دینی اور اخروی کی کامیابی کا ذریعہ تھی کو پس پشت ڈال کر نالائق اور کفار رؤساء کے پیرو بنے رہے- پھر اپنے گناہوں کے سبب غرق کر دیئے گئے اور اس جہان سے جنت کی بجائے دوزخ کا ٹکٹ لے کر ذلت کی موت مرے-

۹- قیامت کے دن کی تمنا

يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (النساء آیت ۴۲- ع ۶- پ ۵) جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور رسول کی نافرمانی کی تھی- وہ اس دن آرزو کرینگے کہ زمین کے برابر ہو جائیں اور اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے-

کافر اور نافرمان رسولؐ قیامت کے دن آرزو کرے گا کہ دوبارہ زندہ کرکے نہ اٹھایا جاتا- مٹی ہو گیا ہوتا اور عذاب الٰہی سے بچ جاتا- مگر ؎

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

جہاں عمل کو پیچھے چھوڑ آیا- اب تو اعمال کے بدلے ملنے کا جہان ہے- انسان موقعہ گنوا کر بڑا پچھتاتا ہے- مگر بے موقعہ کا پچھتاوا بے سود ہے-

حدیث- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی گئی- انہوں نے کہا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- دو نعمتیں ہیں ان میں بہت لوگ نقصان اٹھاتے ہیں ایک ان میں سے تندرستی ہے اور دوسری فراغت- (مشکوٰۃ- کتاب الرقاق)

یعنی ان دو نعمتوں کو غنیمت جان کر تعلق باللہ ٹھیک نہیں کرتے- جب جاتی رہتی ہیں اور موت کا پیغام آ جاتا ہے تب آنکھیں کھلتی ہیں-

۱۰۔ فرعون کی موت کا منظر

ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا۔ قَالَ آمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝ (یونس۔ آیت ۹۰۔ ع ۹ پ ۱۱)۔ ترجمہ۔ کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ اور میں فرمانبردار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آٰلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (یونس آیت ۹۱)۔ ترجمہ اب یہ کہتا ہے اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور مفسدوں میں داخل رہا "یہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کا یقین کیا معتبر ہے۔

نافرمانی کرنے والوں کو فرعون کی حالت سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور گناہوں اور نافرمانی سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اس معاملہ میں ڈھیل ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔

"اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہیں لوگوں کیلئے ہے۔ جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد جلد ہی توبہ قبول کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح سے ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ (النساء آیت ۱۷۔ ۱۸ ع ۳۔ پ ۴)

فرعون کو سخت گرفت اس لئے ہوئی کہ وہ نافرمان تھا۔

(۱) فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا۝ (المزمل آیت ۱۶) ترجمہ۔ پھر فرعون نے اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ ہم نے اسے سخت پکڑ سے پکڑ لیا۔

موسےٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا اور وہ نہ ماننے کے باعث برباد ہو گیا۔ اسی طرح معاملہ ان کے ساتھ بھی ہوگا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری نہ کرینگے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ (المزمل آیت ۱۵ پ ۲۹) ترجمہ۔ ہم نے تمہاری طرف تمپر گواہی دینے والا ایک رسول اس طرح سے بھیجا ہے کہ جس طرح فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ یعنی جو آپکی بات کو نہ مانیگا۔ برباد کر دیا جائیگا۔ فرعون قلزم میں غرق ہوا اور کفار مکہ بدر میں برباد ہوئے اور جیساکہ فرعون کا واقعہ اعجازی طور پر ہوا۔ اسی طرح بدر کے دن چند نہتے مسلمانوں کا کفار مکہ کو شکست دینا ایک اعجازی واقعہ تھا۔

۱۱۔ سابقہ امم کی نافرمانی پر گرفت۔

قوم ثمود۔ قوم عاد۔ فرعون اور اس سے پہلے الٹی بستیوں والوں کی ان کے گناہوں کی وجہ سے بربادی کا ذکر فرما کر فرمایا فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِیَةً۝ (الحاقہ آیت ۱۰) پ ۲۹ ترجمہ۔ پس انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی۔ اور اللہ نے انہیں سخت پکڑ لیا۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ

یعنی عاد و ثمود کے بعد فرعون بہت بڑھ چڑھ کر باتیں کرتا ہوا آیا اور اس سے پہلے اور کئی قومیں گناہوں میں لپٹی ہوئی آئیں (مثلاً قوم نوحؑ۔ قوم شعیبؑ اور قوم لوطؑ جنکی بستیاں الٹ دی گئی تھیں) ان سبھوں نے اپنے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور خدا سے مقابلے کئے۔ آخر سب کو خدا نے بڑی سخت پکڑ سے پکڑا اس کے آگے کسی کی کچھ پیش نہ چلی۔

۱۲۔ بنی اسرائیل کی نافرمانی

(۱) اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور تم پر کوہ طور کو اٹھایا کہ جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔ اسے مضبوطی سے پکڑو اور سنو۔ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا۔ ترجمہ۔ کہا ہم نے سن لیا اور مانیں گے نہیں یعنی ظاہر میں کہا ہم نے مانا اور چپکے کہا کہ نہ مانا۔ (موضح القرآن)

(۲) اور ان پر ذلت اور محتاجی ڈال دی گئی اور انہوں نے غضب الٰہی کمایا۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۝ (البقرہ آیت ۶۱۔ ع ۷) ترجمہ۔ یہ اس لئے کہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۝ (المائدہ آیت ۷۸) ترجمہ۔ بنی اسرائیل میں سے جو کافر ہوئے۔ ان پر داؤد اور عیسیٰ بیٹے مریم کی زبان پر لعنت کی گئی۔ یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے۔ ملعون اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ہے اور یہ دوری اور لعنت ان کی نافرمانی کے باعث ہے۔

ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے سے بچنا چاہیئے۔

حدیث۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ پہلے لوگوں کی طرح ہو جاؤ گے بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ (یعنی بالکل برابر) حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں جائیں گے تو تم بھی اسی میں جاؤ گے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ یہود اور نصاریٰ (جن کے ہم پیرو ہوں گے)۔ فرمایا اور کون۔

اس حدیث شریف سے ہمیں عبرت پکڑنی چاہیئے۔ اور مغضوب اور ضالین کی پیروی نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ احکام اللہ اور احکام الرسول کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے۔

۱۳۔ مسلمانوں کیلئے لائحہ عمل

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۝ المجادلۃ۔ آیت ۹۔ ع ۲۔ پ ۲۸)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈرو جسکی طرف تم جمع کئے جاؤ گے۔

گناہ سرکشی اور رسول کی نافرمانی کے خفیہ مشورے کرنا اور سرگوشیاں کرنا منافقوں کی عادت تھی۔ مسلمانوں کو ان باتوں سے روکا گیا۔ اب ان کے مشورے نیکی اور پرہیزگاری اور خوف الٰہی کے امور کے حامل ہونے چاہیئں اور قیامت کی باز پرس کو یاد رکھنا چاہیئے

سورہ الممتحنہ میں ایماندار عورتوں کی بیعت کے جو امور ہیں۔ ان میں ایک یہ بات بھی ہے۔ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ آیت ۱۲) ترجمہ۔ صفحہ ۱۸ پر دیکھیں۔

اور نہ کسی نیک بات میں آپکی نافرمانی کریگی۔

۱۴۔ نافرمانی کی سزا

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (آیت ۱۴۔ ع ۲ پ ۴ النسا)

ترجمہ۔ اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے اور اسکی حدوں سے نکل جائے اُسے آگ میں ڈالا جائے گا اس میں ہمیشہ رہیگا۔ اور اس کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رحمۃ۔

یعنی تمام احکام مذکورہ سابقہ متعلق یتامیٰ اور وصیت اور میراث اللہ کے مقرر فرمودہ ضابطے اور قاعدے ہیں جو کوئی اطاعت کرے گا احکام الٰہی کی جن میں حکم وصیت و میراث بھی داخل ہے۔ اس کے لئے ہمیشہ کو جنت ہے اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اور حدود خداوندی سے بالکل خارج ہو جائے گا۔ وہ ہمیشہ کو ذلت کے ساتھ عذاب جہنم میں گرفتار رہے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسولؐ کی نافرمانی کی سزا جہنم ہے۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ اور رسولؐ کی نافرمانی سے ہمیں بچنا چاہیئے۔

۱۵۔ دُعا

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۝ ترجمہ۔ الٰہی ہم کو ایمان کی محبت دے اور اس کو ہمارے دلوں میں زینت دے اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو ہمارے دلوں میں بُرا دکھا۔ آمین۔

تصحیح خدام الدین ۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۱۶ کالم ۲-۱ اشتہار گھر بیٹھے عربی سیکھئے میں مولانا عبدالحنان کی بجائے مولانا عبدالستار خاں درست فرمالیں۔ (ادارہ)

بقیہ علم الٰہی کی کوئی انتہا نہیں

صفحہ ۱۵ سے آگے

کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ پر چلا اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے۔

آخری نصیحت

تمہارا کوئی کام اللہ سے پوشیدہ نہیں لہٰذا اس سے ڈر کر تقوےٰ کا راستہ اختیار کرو اور معاصی سے پرہیز رکھو۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ پ ۱۶۔ ع ۱۴

ترجمہ۔ تمہارا معبود وہی اللہ ہے۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے علم میں سب چیز سما گئی ہے۔

مطلب۔ خدا تعالےٰ کا لامحدود علم ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔

بقیہ شذرات

صفحہ ۳ سے آگے

کہ وہ سب ایک ہی برادری کے فرد ہیں۔ اغیار نے اپنے ذاتی مفاد کے لیئے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اب دوبارہ ان کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت غیر مترقبہ سے انہیں فائدہ اٹھا کر ایک علیحدہ اسلامی بلاک کی تشکیل کر لینی چاہیئے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس بلاک کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ یہ ہر معاملہ میں کتاب و سنت کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔

و ما علینا الا البلاغ

بقیہ نیت کی فضیلت

صفحہ ۱۱ سے آگے

یریدون وجہہٗ۔ یعنی یہ مرتبہ ان کو اس لئے عطا کیا جا رہا ہے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو اس کی رضا اور خوشنودی کی تلاش ہے۔ کوئی دنیوی غرض یا اپنی ذاتی خواہش نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے جو اپنی نیتوں کو خدا کی رضا جوئی کے لئے خالص کر لیا تھا۔ اس اخلاص اور نیک نیتی کی یہ برکت ہے کہ ان کو اس مرتبہ عظمےٰ پر فائز کیا گیا اور فقط اسی پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ حکم دیا۔

وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ

اس میں بھی یہی ذکر ہے۔ کہ جب یہ فقراء آپ کے پاس آئیں تو آپ ان کو سلام کیجئے اور ہمارا یہ پیغام پہنچا دیجئے کہ خدا تعالےٰ نے ان لوگوں پر رحمت نازل کرنے کو اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے اور یہ انعام بھی اس نیک نیتی اور اخلاص کی بنا پر ہو رہا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ لوگ آئیں تو نبی ان کو سلام کریں اور خدا تعالیٰ کی درگاہ میں حاضر ہوں۔ تو وہ ان پر رحمت فرمائیں اور تیسرا اعزاز یہ کہ امراء آئیں یا نہ آئیں کوئی پرواہ نہیں۔ مگر ان لوگوں کو نبیؐ کے پاس سے اٹھانا گوارا نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

از جناب کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

ایک اور عالم فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبرستان کی سب قبریں ایک دم شق ہو گئیں۔ اور مُردے ان میں سے باہر نکل کر زمین پر سے کوئی چیز جلدی جلدی چن رہے ہیں۔ لیکن ایک شخص فارغ بیٹھا ہے وہ کچھ نہیں چنتا۔ میں نے اس کے پاس جا کر سلام کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ جو لوگ کچھ صدقہ۔ دعا۔ درود وغیرہ کر کے اس قبرستان والوں کو بھیجتے ہیں۔ اسکی برکات سمیٹ رہے ہیں میں نے کہا۔ تم کیوں نہیں چنتے۔ اس نے کہا مجھے اس وجہ سے استغنا ہے کہ میرا ایک لڑکا ہے جو فلاں بازار میں زلابیہ (حلوے کی ایک قسم ہے جو منہ کو چپک جاتی ہے) بیچا کرتا ہے۔ وہ روزانہ مجھے ایک قرآن شریف پڑھ کر بخشتا ہے۔ میں صبح کو اٹھ کر اس بازار میں گیا۔ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ زلابیہ فروخت کر رہا ہے اور اس کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ اس نے کہا کہ میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد کو ہدیہ پیش کیا کرتا ہوں۔ اس قصے کے کچھ عرصے کے بعد میں نے پھر ایک مرتبہ اس قبرستان والوں کو اسی طرح چنتے دیکھا اور اس مرتبہ اس شخص کو بھی چنتے دیکھا۔ جس سے پہلی مرتبہ بات ہوئی تھی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے اس پر تعجب ہوا۔ صبح اٹھ کر میں پھر اسی بازار میں گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔

حضرت صالح مصریؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک مرتبہ جمعہ کی شب میں اخیر رات میں جامع مسجد جا رہا تھا تاکہ صبح کی نماز وہاں پڑھوں۔ صبح میں دیر تھی۔ راستہ میں ایک قبرستان تھا۔ وہاں ایک قبر کے قریب بیٹھ گیا۔ بیٹھتے ہی میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ سب قبریں شق ہو گئیں اور اس میں سے مُردے نکل کر آپس میں ہنسی خوشی کی باتیں کر رہے ہیں۔ ان میں ایک نوجوان بھی قبر سے نکلا۔ جس کے کپڑے میلے اور وہ مغموم سا ایک طرف بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں آسمان سے بہت سے فرشتے اترے۔ جن کے ہاتھوں میں خوان تھے۔ جن پر نور کے رومال ڈھکے ہوئے تھے۔ وہ ہر شخص کو ایک خوان دیتے تھے اور جو خوان لے لیتا تھا وہ اپنی قبر میں چلا جاتا تھا۔ جب سب لے چکے تو یہ نوجوان بھی خالی ہاتھ اپنی قبر میں جانے لگا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تم اس قدر غمگین کیوں ہو اور یہ خوان کیسے تھے۔ اس نے کہا یہ خوان ہدایا کے تھے۔ جو زندہ لوگ اپنے اپنے مُردوں کو بھیجتے ہیں۔ میرے اور تو کوئی ہے نہیں جو بھیجے۔ ایک والدہ ہے مگر وہ دنیا میں پھنس رہی ہے۔ اس نے دوسری شادی کر لی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ مشغول رہتی ہے۔ مجھے کبھی بھی یاد نہیں کرتی میں نے اس سے اسکی والدہ کا پتہ پوچھا اور صبح کو اس پتہ پر جا کر اس کی والدہ کو پردہ کے پیچھے بلایا اور اس سے اس کے لڑکے کو پوچھا اور یہ خواب سنایا۔ اس عورت نے کہا۔ بے شک وہ میرا لڑکا تھا۔ میرے جگر کا ٹکڑا تھا۔ میری گود اس کا بستر تھا۔ اس کے بعد اس عورت نے مجھے ایک ہزار درم دیئے کہ میرے لڑکے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے صدقہ کر دینا اور میں آئندہ اس کو دعا اور صدقہ سے یاد رکھوں گی۔ کبھی نہ بھولوں گی۔ وہ مرد صالح فرماتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں اس مجمع کو اس طرح دیکھا اور اس نوجوان کو بھی بڑی اچھی پوشاک میں بہت خوش دیکھا۔ وہ میری طرف دوڑتا آیا اور کہنے لگا کہ صالح حق تعالےٰ شانہٗ تمہیں جزائے خیر دے۔ تمہارا ہدیہ میرے پاس پہنچ گیا۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات کتب میں موجود ہیں۔ پس اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد مرنے کے بعد بھی میرے کام آئے تو اپنے مقدور کے موافق اس کو نیک اور صالح بنانے کی کوشش کرے کہ یہ حقیقت میں اولاد کے لئے بھی خیر خواہی ہے اور اپنے لئے بھی کار آمد ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ۝ (سورہ تحریم پ ۲۸ ع ۱۹) (اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو (جہنم کی آگ سے بچاؤ)۔

زیدؓ بن اسلم فرماتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے یہ آیت شریف تلاوت فرمائی تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اپنے اہل و عیال کو کس طرح آگ سے بچائیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو ایسے کاموں کا حکم کرتے رہو۔ جس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوں اور ایسی چیزوں سے روکتے رہو جو اللہ تعالےٰ کو ناپسند ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو خیر کی باتوں کی تعلیم اور تنبیہ کرتے رہو۔ (در منثور)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحم کرے جو اولاد کی اس بات میں مدد کرے کہ وہ باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے۔ یعنی ایسا برتاؤ اس سے نہ کرے۔ جس سے وہ نافرمانی کرنے لگے (احیاء) اگر وہ نیک نہ ہوگی تو پھر والدین کے ساتھ جو کرے وہ برمحل ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور جب چھ برس کا ہو اس کو آداب سکھائے جائیں اور جب نو برس کا ہو جائے تو اس کا بستر علیحدہ کر دیا جائے (یعنی دوسروں کے پاس نہ سوئے) اور جب تیرہ برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارا جائے اور جب سولہ برس کا ہو جائے تو نکاح کر دیا جائے۔ پھر اس کا باپ اس کا ہاتھ پکڑ کر کہے کہ میں نے تجھے آداب سکھا دیئے۔ تعلیم دے دی۔

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ڈویژن بذریعہ چٹھی نمبری ۶ / ۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء عیسوی
۲- پشاور ڈویژن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C.-۲۷۳ / ۲۴۸۱ - مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

نکاح کر دیا۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا میں تیرے فتنہ سے اور آخرت میں تیری وجہ سے عذاب سے (احیاء)

تیری وجہ سے عذاب کا مطلب یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں مختلف عنوانات سے یہ ارشاد نبویؐ وارد ہوا ہے کہ جو شخص کوئی بُرا طریقہ اختیار کرتا ہے تو اس کو اپنے فعل کا گناہ بھی ہوتا ہے اور جتنے لوگ اسکی وجہ سے اسپر عمل کرینگے۔ ان سب کا گناہ بھی اسی کو ہوگا اس طرح پر کرنیوالوں کے اپنے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ انکو اپنے فعل کا مستقل گناہ ہوگا اور اس کو ذریعہ اور سبب بننے کا مستقل گناہ ہوگا۔ اس بنا پر جو اولاد اپنے بڑوں کی بری حرکات انکے عمل کی وجہ سے اختیار کرتی ہے۔ ان سب کا گناہ بڑوں کو بھی ہوتا ہے اس لئے اپنے چھوٹوں کے سامنے بری حرکات کرنے سے خصوصیت سے احتراز کرنا چاہیئے

اس حدیث شریف میں تیرہ برس کی عمر میں نماز پر مارنے کا حکم ہے۔ اور بہت سی احادیث میں ہے کہ بچہ کو جب سات برس کا ہو جائے۔ نماز کا حکم کرو۔ اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ یہ روایات اپنی صحت اور کثرت کے اعتبار سے مقدم ہیں۔ بہر حال بچہ کے نماز نہ پڑھنے پر باپ کو مارنے کا حکم ہے اور اس پر نماز میں تنبیہ نہ کرنا اپنا جرم ہے اور اسکے بالمقابل اگر اس کو نماز روزہ اور دینی احکام کا پابند اور عادی بنا دیا تو اس کے اعمال حسنہ کا ثواب اپنے آپ کو بھی ملیگا اور اسکے ساتھ جب وہ صالح بن کر والدین کے لئے دعا بھی کریگا۔ تو اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب ملتا رہے گا۔

ابن مالکؒ کہتے ہیں کہ حدیث بالا میں اولاد کو صالح کے ساتھ اس لئے مقید کیا ہے کہ ثواب غیر صالح اولاد کا نہیں پہنچتا اور اسکی دعا کا ذکر اولاد کو دعا کی ترغیب دینے کے لئے ہے۔ چنانچہ یہ کہا گیا ہے ۴۴ که والد کو صالح اولاد کے عمل کا ثواب خود پہنچتا رہتا ہے۔ چاہے وہ دعا کرے یا نہ کرے۔ جیسا کہ کوئی شخص رفاہ عام کے لئے کوئی درخت لگا دے اور لوگ اس کا پھل کھاتے رہیں۔ تو ان کھانے والوں کے کھانے کا ثواب اس کو ملتا رہے گا۔ چاہے یہ لوگ درخت لگانے والوں کے لئے دعا کریں یا نہ کریں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر شخص کے عمل کا ثواب مرنیکے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص اللہ کے راستے میں سرحدوں کی حفاظت کرنیوالا ہے۔ اس کا ثواب قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔ (مرقاۃ)

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔